تبصرے

روحِ سخن | از نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل مرحوم مرتبہ علی احمد و مشتاق صاحبان جلیلی، فرزندانِ جلیل مطبوعہ قیمہ پریس بمبئی تقطیع خورد، ضخامت ۱۴۲ صفحات۔ خوبصورت ٹائپ میں چھپی ہوئی، قیمت چار روپیے، پتہ: اے آر ٹیلیائی اینڈ سنز ۸۰ پاٹکانشن ۲۹۳ ابراہیم رحمت اللہ روڈ بمبئی ۳۔

روحِ سخن جانشینِ امیر مینائی لکھنوی جناب جلیل کا آخری دیوان ہے جس کو مرحوم کے لائق صاحبزادوں علی احمد اور مشتاق صاحبان نے، دل پذیر ترتیب کے ساتھ خاص اہتمام سے شائع کیا ہے۔ جلیل ہمارے دور کے سنجیدہ، کہنہ مشق، پختہ کلام، سہل نگار اور عام شاعری کے بگڑے ہوئے تیوروں سے لڑنے والے شاعر ہیں جنھوں نے اپنے فن کو بے علمی اور کم سواری کی آندھیوں سے احتیاط و بصیرت کے ساتھ بچائے رکھا اور آخر وقت تک اپنے مقام پر جمے رہے، مرحوم کا پہلا دیوان "جانِ سخن" سنہ ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا تھا۔ اب یہ دوسرا اور آخری مجموعہ نکلا ہے، روحِ سخن کو دو دوروں پر تقسیم کیا گیا ہے، دورِ اول میں غزل گوئی کا قدیم انداز نمایاں ہے اور دورِ دوم میں جدید رنگ نکھرا ہوا ہے، دونوں رنگ پختہ اور لائقِ دید ہیں، شروع میں ترقی پسند ادیب و شاعر سردار جعفری کا دیباچہ ہے جو مختصر ہونے کے باوجود دلچسپ ہے، اسی کے ساتھ مرحوم کے صاحبزادے مشتاق صاحب کا تعارف بھی شامل ہے جس میں انھوں نے "روحِ سخن" کی تاریخ اور خصوصیات بیان کی ہیں، اس کے بعد جلیل کی ایک قلمی تحریر کا عکس اور ان کی زندگی کی آخری غزل دی گئی ہے، جس کا ایک ایک شعر موتیوں سے تولنے کے قابل ہے، فرماتے ہیں

کدھر چلے مرے اشکِ رواں نہیں معلوم
بھٹک رہا ہے کہاں کارواں نہیں معلوم

اُٹھا دیا تو ہے لنگر ہوا کے جھونکوں میں
کدھر سفینہ ہے ساحل کہاں، نہیں معلوم

ہماری بے خودیِ شوق کا یہ عالم ہے
کہ آشیاں میں ہیں اور آشیاں نہیں معلوم

ترانہ کش بھی ہزاروں ہیں، نالہ کش بھی ہزار
مجھی سے کیوں ہے چمن بدگماں نہیں معلوم

پورا مجموعہ ۱۲۰ غزلوں پر مشتمل ہے اور ادب و شعر کے پاکیزہ مذاق کا مرقع، دیوان کی آخری غزل کا آخری شعر بھی سنتے جائیے۔

جی میں آتا ہے کہ لکھنے کو مقدر کے جلیل
میں مٹا دوں درِ جاناں پہ جبیں گھس گھس کے